الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

۱۵

کراماتِ اولیاء کرام

اور

اُن کے وصال کے بعد استمداد

سرمایہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا
محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب
شیخ الحدیث۔ جامعہ نظامیہ رضویہ۔ لاہور

باہتمام: ابو الرضا محمد اسلم قادری رضوی

ادارہ پیغامِ رضا پاکستان

پوسٹ بکس نمبر ۱۳۱۱۱ — کراچی نمبر ۷۴۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم العظیم وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد! فقد قال اللہ تعالی فی کلامہ المجید :

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ○

(سورہ یونس آیت ۶۲ ۔ ۶۵ ۔ ۶۳)

حضرات علماء کرام' مشائخ عظام و برادران اہلسنت و جماعت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے حضرت زبدۃ العارفین سید محمد شاہ دولھا بخاری قدس سرہ العزیز کے عرس مبارک میں شرکت کا موقع ملا اور مجھے اس عظیم اجتماع میں خطاب کے قابل سمجھا گیا' فالحمد للہ تعالی علی ذالک۔

میری گفتگو کا موضوع ہے :

کرامات اولیاء کرام اور ان کے وصل کے بعد استمداد

اصل موضوع پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ولی کس کو کہتے ہیں؟ اور کرامت کا کیا مطلب ہے؟

علامہ سعدالدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ عقائد کی مشہور درسی کتاب "شرح عقائد" میں فرماتے ہیں :

"ولی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا عارف ہو' ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعتوں میں مصروف رہتا ہو' گناہوں سے بچتا ہو' لذتوں اور خواہشات میں محو ہونے سے گریز کرتا ہو۔"

(شرح عقائد عربی' طبع لکھنؤ ص ۱۰۵)

ایسے ہی حضرات کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے : اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ یعنی ولایت کی دو ہی بنیادیں ہیں ایمان اور تقویٰ۔ لہٰذا جو شخص ایماندار نہیں ہے یا ایمان تو رکھتا ہے لیکن

اعمال صالحہ سے عاری ہے وہ کچھ اور ہو تو ہو' لیکن ولی نہیں ہو سکتا۔

اب دیکھنا ہے کہ کرامت کسے کہتے ہیں؟ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں:

"ولی سے صدور ہونے والا وہ خلاف عادت امر جس کے ساتھ نبوت کا دعوٰی نہ ہو' نبوت کا دعوٰی نہ ہونے کی شرط اس لئے لگائی تاکہ کرامت اور معجزہ کا فرق ظاہر ہو جائے' معجزہ نبی سے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت سچے امتی سے ظاہر ہوتی ہے۔"

کرامت کو سمجھنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ مریض کو ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا ڈاکٹر نے اسے دوائیں دیں اور وہ مریض تندرست ہو گیا' تو یہ کوئی خلاف عادت واقعہ نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دواؤں کو سبب عادی بنایا ہے صحت کے لئے' جب کہ ایسا ہی ایک مریض اللہ کے ولی کے پاس لے جایا گیا' اس ولی نے مریض کو پھونک ماری تو وہ بھی تندرست ہو گیا' ایک مریض ڈاکٹر کے علاج سے بھی تندرست ہو گیا' دوسرا ولی کے پھونک مارنے سے تندرست ہو گیا' تو دوسری صورت کو کرامت کہیں گے' کیونکہ پھونک مارنا صحت کے لئے سبب عادی نہیں ہے' ورنہ ہمارے پھونک مارنے سے بھی مریض تندرست ہو جائیں۔

اب دیکھنا ہے کہ کیا اولیاء کرام سے کرامات صادر بھی ہوتی ہیں یا نہیں؟ سب سے قوی اور سب سے اہم دلیل قرآن پاک ہے' آیئے فرقان حمید کی چند آیتیں تلاوت اور سماعت کریں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام سے کرامات کا ظہور ہوا۔

وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَا مَرْيَمُ
أَنَّى لَكِ هَذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۳۷)

حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کے بارے میں مفسرین فرماتے ہیں کہ وہ بچپن میں حضرت زکریا علیہ السلام کی کفالت میں تھیں' حضرت زکریا علیہ السلام دیکھتے کہ ان کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے پھل موجود ہیں اور سردیوں میں گرمیوں کے' آپ نے پوچھا: یہ پھل تمہارے پاس کہاں سے

آئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جناب سے آئے ہیں۔

حضرت مریم نبیہ نہیں تھیں، صدیقہ تھیں، ان کی کرامات کا سلسلہ یہیں سے شروع ہوا، بے موسم پھل ملے، جوانی میں بغیر شوہر کے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ بنیں، دیکھنے سننے والے انگشت بدنداں رہ گئے، طعن و تشنیع میں زبانیں دراز ہوئیں، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے گہوارے میں لیٹے ہوئے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبی بنایا (ترجمہ) انہوں نے اس طرح اپنی والدہ ماجدہ کی عفت و پاکدامنی کی ناقابل تردید گواہی دی کہ مخالفین اور معترضین کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے کھجور کے تنے کو اپنی طرف حرکت دی تو اس سے تر و تازہ کھجوریں گرنے لگیں وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا (سورہ مریم آیت نمبر ۲۵) یہ سب حضرت سیدہ مریم ؓ کی کرامتیں ہیں جو اللہ نے انہیں بطور اعزاز عطا فرمائیں۔ دوسری آیت ملاحظہ ہو: فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا۔ (سورہ کہف آیت نمبر ۱۲-۱۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک جابر بادشاہ دقیانوس تھا، بت پرستی سے انکار کرنے والوں کو قتل کرواتا، شہر افسوس کے سات ایماندار افراد اپنا ایمان بچانے کے لئے آبادی چھوڑ کر پہاڑ کی ایک غار میں پناہ گزیں ہوگئے، بادشاہ نے اس غار کے آگے دیوار تعمیر کروادی تاکہ وہ غار ہی ان حضرات کا قبرستان بن جائے، اصحاب کہف تین سو سال تک اس غار میں سوتے رہے، اس عرصے میں انہیں نہ کھانے کی حاجت پیش آئی نہ پینے کی، یہ ان کی کرامت ہی تھی کہ تین سو سال تک کھائے پیے بغیر زندہ رہے، زمین اور زمینی کیڑوں مکوڑوں نے ان کے جسم کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ تین سو سال بعد جب منظر عام پر آئے تو لوگوں کو ماننا پڑا کہ جو رب اتنا عرصہ انہیں سلانے کے بعد جگانے پر قادر ہے وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے، ان کی کرامت اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حشر و نشر کی کھلی دلیل بن گئی۔

تیسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن

برخیا کی روحانی قوت اور کرامت کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ اَنَا اٰتِیْکَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْکَ طَرْفُکَ۔ (سورہ نمل آیت نمبر ۴۰) جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے کہا کہ میں آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت بلقیس آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اللہ اکبر! یہ کتنی بڑی کرامت ہے کہ ایک لمحے میں ملک سبا سے ملکہ بلقیس کا تخت لاکر پیش کردیا جس کی لمبائی اسی گز اور چوڑائی چالیس گز تھی۔

کرامت حدیث شریف کی روشنی میں

دلائل شرعیہ میں سے دوسری دلیل حدیث شریف ہے، آیئے حدیث مبارک کی روشنی میں کرامت کی اہمیت سمجھنے کی کوشش کریں، امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

> جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی، میرا اس کے لئے اعلان جنگ ہے، میرے بندے نے فرائض سے بڑھ کر کسی چیز کے ذریعے میرا قرب حاصل نہیں کیا، (فرائض ادا کرنے کے بعد) میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں (یعنی میرے نور کا جلال) اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں ہوتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اسے عطا کروں گا اور اگر میری پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا۔ (۱)

اللہ تعالیٰ اس ولی کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کثرت عبادت و اطاعت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور اس کی آنکھیں اور کان بن جاتا ہے۔ امام فخرالدین رازی اس حدیث پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور، ولی کے کان بن گیا تو وہ قریب و بعید کو سنے گا، اور جب وہ نور اس کی آنکھیں بن گیا وہ قریب و بعید کو دیکھے

گا اور جب وہ نور اس کا ہاتھ بن گیا تو وہ مشکل اور آسان کام اور
قریب وبعید میں تصرف کر سکے گا۔ (۲)

یاد رہے کہ جو صاحب ایمان فرائض، واجبات اور سنتوں پر عمل پیرا ہوا اور حرام کاموں سے بچے وہ ولی ہے، لیکن حدیث شریف میں بیان کردہ مقام ہر ولی کو حاصل نہیں ہوتا' بلکہ اولیاء کاملین میں سے بھی منتخب حضرات کو حاصل ہوتا ہے۔

اس حدیث کی وضاحت ترمذی شریف کی ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ۔ (۳)

مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی کرامات

امام علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔

صحابہ کرام، تابعین اور ان کے بعد آنے والے اولیاء عظام سے منقول واقعات، کرامات کی حقانیت کی دلیل ہیں۔ مثلاً:

(۱) امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (وفات سے پہلے وصیت کرتے ہوئے) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: تمہارے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں' انہوں نے عرض کیا کہ محمد اور عبدالرحمٰن میرے دو بھائی ہیں' دو بہنیں کونسی ہیں؟ میری تو ایک ہی بہن ہے حضرت اسماء۔ امام ابوبکر نے فرمایا: (دوسری بہن تمہاری والدہ) بنت خارجہ کے پیٹ میں ہے' میرے دل میں القاء کیا گیا ہے کہ وہ لڑکی ہے' چنانچہ حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

(۲) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: یَا سَارِیَةُ الْجَبَلَ الْجَبَلَ اے ساریہ! پہاڑ کی پناہ لو' پہاڑ کی' حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ (مدینہ منورہ سے تقریباً ہزار میل کے فاصلے پر) مقام نہاوند میں (مصروف جہاد تھے) اللہ تعالیٰ

نے ان کا پیغام حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو سنا دیا۔

اسی طرح دریائے نیل خشک ہو چکا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دریا کے نام ایک مکتوب لکھا جس کی برکت سے دریا جاری ہو گیا۔

(۳) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کرامت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ انہیں سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئے، بلوائیوں نے محاصرہ کر رکھا تھا: سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھائی کو خوش آمدید کہتا ہوں، مجھے اس کھڑکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا: عثمان (رضی اللہ عنہ)! بلوائیوں نے تمہارا محاصرہ کر رکھا ہے، عرض کی جی ہاں! آپ نے ایک ڈول میری طرف لٹکایا جس میں پانی تھا، میں نے پیٹ بھر کر پانی پیا، یہاں تک کہ مجھے اس کی ٹھنڈک سینے اور کندھوں میں محسوس ہو رہی ہے، پھر فرمایا: اگر چاہو تو تمہیں ان کے خلاف امداد دی جائے اور اگر چاہو تو ہمارے پاس افطار کرو، میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس افطار کرنا چاہتا ہوں، چنانچہ اسی دن شہید کر دیئے گئے۔ (۴)

اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی کرامات حد شمار سے باہر ہیں، خیبر کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ عَلٰى يَدَيْهِ

ہم کل یہ جھنڈا اس شخص کو دیں گے جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا۔ (۵)

چنانچہ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں فتح عطا فرمائی، انہوں نے خیبر کا دروازہ اکھیڑ کر پھینک دیا، آپ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ مَا قَلَعْتُ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسَدَانِيَّةٍ وَلٰكِنْ بِقُوَّةٍ رَبَّانِيَّةٍ (۶)

اللہ کی قسم! میں نے خیبر (کا دروازہ) جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ ربانی قوت سے اکھیڑا تھا

حضرت امام ابن ابی شیبہ راوی ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرہ گئے تو انہیں کہا گیا کہ آپ زہر سے بچیں، یہ عجمی آپ کو زہر پلا دیں گے، انہوں نے فرمایا: زہر لاؤ! زہر لایا گیا، آپ نے اپنے ہاتھ میں پکڑا اور بسم اللہ پڑھ کر پی گئے،

زہر نے انہیں کچھ نقصان نہ دیا۔ (۷)

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے کہ وہ روم کے علاقے میں لشکر سے بچھڑ گئے، دشمن نے انہیں قیدی بنالیا، کسی طرح قید سے نکل بھاگے، راستے میں ایک شیر مل گیا، آپ نے فرمایا : اے ابو الحارث! (شیر کی کنیت) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ (غلام) ہوں، شیر دم ہلانے لگا اور لشکر تک پہنچا کر واپس چلا گیا۔ (۸)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جگہ ہجوم دیکھا، وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ راستے میں ایک شیر بیٹھا ہوا ہے اس لئے آمدورفت منقطع ہے آپ نے اس کے قریب جا کر ڈانٹ پلائی تو وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ (۹)

حضرت شیخ سعدی فرماتے ہیں :

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ   کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

صحابہ کرام کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں حاضر ہو کر فیضان نظر حاصل کیا، ولایت عظمیٰ کے مقام پر فائز ہوئے اور دل و جان سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور اس جاں نثاری کا مظاہرہ کیا کہ عشق و محبت کی تاریخ میں امر ہو گئے۔ ان کی استقامت علی الدین ہی ہر کرامت سے بڑی کرامت ہے۔

اس امت کے اولیاء کرام رضی اللہ عنہم

پہلی امتوں کے ولی حضرت آصف بن برخیا رضی اللہ عنہ کی کرامت کا اس سے پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ انہوں نے ایک لمحے میں تخت بلقیس لا کر حاضر کر دیا، اس امت کے اولیاء کاملین کی کیا شان ہوگی جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جنہیں تمام انسانوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔

حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی کرامات تو شہرہ آفاق ہیں، یہاں تک شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام اور ابن تیمیہ نے تسلیم کیا ہے کہ حضرت شیخ کی کرامات حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ (۱۰)

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا
اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندیوں کے افق پر رہے گا اور غروب نہیں ہو گا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

"سورج سے مراد ہدایت و رہنمائی کے فیض کا آفتاب ہے' اور غروب ہونے سے مراد فیض کا ختم ہو جانا ہے' جب حضرت شیخ تشریف لائے تو آپ ہی رشد و ہدایت کے پہنچنے کا واسطہ بنے' جب تک فیض کا سلسلہ جاری رہے گا آپ ہی کے واسطہ سے ہو گا" (۱۱)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کرامت ہے کہ جب وہ مدینہ منورہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا :

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَهِیَ نَائِبَتِیْ
وَهٰذِهٖ دَوْلَتُهُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

میں ظاہری دوری کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نیابت میں زمین کو چومتی تھی۔ اب میں جسمانی طور پر حاضر ہوں' آپ اپنا دست اقدس بڑھائیں تاکہ میرے ہونٹ اسے چومنے کی سعادت حاصل کریں۔

حاضرین نے سر کی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دست

اقدس ظاہر ہوا اور حضرت شیخ نے اسے بوسہ دیا۔ (۱۲)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں:

"مشائخ نقشبندیہ کے عجیب تصرفات ہیں، وہ اپنی ہمت اور توجہ کسی مراد پر مرکوز کردیتے ہیں تو وہ پوری ہوجاتی ہے، وہ طالب کی طرف توجہ کرتے ہیں تو بیمار کی بیماری دور ہوجاتی ہے، گنہگار کو توبہ کی توفیق مل جاتی ہے، وہ لوگوں کے دلوں میں تصرف کرتے ہیں تو ان کے دل محبت و تعظیم سے لبریز ہوجاتے ہیں۔[۱۳]

عقائد اہلسنت کی مشہور درسی کتاب عقائد نسفی میں امام نجم الدین عمر نسفی فرماتے ہیں:

"اولیاء کی کرامتیں برحق ہیں، مثلاً تھوڑے سے وقت میں طویل فاصلہ طے کرنا، بوقت حاجت طعام، مشروب اور لباس حاصل ہونا، پانی پر چلنا، ہوا میں پرواز کرنا، جانوروں اور پتھروں کا کلام کرنا، ان کی طرف توجہ کرنے والے سے مصیبت کا دور ہونا اور دشمن کے خطرے کا ٹل جانا۔[۱۴]

اہلسنت و جماعت کرامات اولیاء کے قائل ہیں، جب کہ معتزلہ منکر ہیں، انہوں نے کیوں انکار کیا؟ اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے علامہ تفتازانی کا ایک ارشاد پڑھئے، فرماتے ہیں۔

"اولیاء کرام کی کرامتیں تقریباً اتنی ہی مشہور ہیں جس قدر انبیاء کرام کے معجزے مشہور ہیں۔ اہل بدعت اور بدمذہبوں کی طرف سے کرامات کا انکار کرنا کچھ عجیب نہیں ہے، کیونکہ انہوں نے تو اپنی کرامتیں دیکھی ہیں اور نہ ہی اپنے ان بڑوں کی کرامتیں دیکھی ہیں جو گمان کرتے تھے کہ ہم بھی کسی مقام پر فائز ہیں، حالانکہ وہ عبادتوں کے ادا کرنے اور گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتے تھے، انہوں نے کرامتوں والے اولیاء پر اعتراض کیا، ان کی کھال نوچنے کی کوشش کی اور ان کا گوشت چبایا (یعنی ان کی غیبت کی) اور انہیں جاہل صوفیوں

کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ ۱۵

اس اقتباس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ اصحاب کرامات اولیاء کرام صرف اہلسنت میں ہوئے ہیں، منکرین کے اکابر اس دولت اور سعادت سے محروم تھے۔

توسل اور استعانت

انبیاء کرام اور اولیاء سے مدد مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ میں اس کے پیاروں کا وسیلہ پیش کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بندوں کی مرادیں پوری فرماتا ہے۔

سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس طرح مدد مانگنا کہ انسان اس مخلوق پر بھروسا کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر نہ مانے تو یہ حرام ہے، اور اگر توجہ محض اللہ تعالیٰ کی امداد کی طرف ہو اور اللہ تعالیٰ کے نظام اسباب اور حکمت کو دیکھتے ہوئے اس مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی امداد کا مظہر جانے اور ظاہری طور پر اس سے مدد مانگے تو اہل معرفت سے دور نہیں ہے اور یہ شریعت میں جائز ہے، مخلوق سے ایسی استعانت انبیاء اور اولیاء نے بھی کی ہے، درحقیقت یہ استعانت اللہ تعالیٰ ہی سے ہے، نہ کہ اس کے غیر سے۔" (۱۶)

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" حجتہ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس بزرگ کی زندگی میں اس سے مدد طلب کی جاتی ہے، وفات کے بعد بھی اس سے مدد طلب کی جائے گی، میں نے چار مشائخ کو اپنی قبروں میں اسی طرح تصرف کرتے ہوئے دیکھا جس طرح وہ اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا

اس سے بھی زیادہ' ایک حضرت شیخ معروف کرخی اور دوسرے شیخ سید عبدالقادر جیلانی' ان کے علاوہ دو اور بزرگوں کا ذکر کیا' اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی چار بزرگ اپنی قبروں میں تصرف کرتے ہیں' بلکہ جو کچھ انہوں نے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

تحقیق آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ روح باقی (اور زندہ) ہے' اسے زائرین اور ان کے احوال کا علم اور شعور ہوتا ہے' کاملین کی روحوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب اسی طرح ثابت ہے جس طرح زندگی میں تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ' اولیاء کرام کے لئے کرامات اور کائنات میں تصرف حاصل ہے' تاہم یہ ان کی روحوں کے لئے ثابت ہے اور ان کی روحیں باقی ہیں' حقیقی تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور سب کچھ اسی کی قدرت سے ہے' اولیاء کرام زندگی میں اور وفات کے بعد بھی اس کے جلال میں فنا ہوتے ہیں۔" (۱۷)

آخر میں مخالفین کے ایک عالم کا حوالہ بھی سن لیں' سید احمد بریلوی کے بھتیجے کا بیان ہے' وہ لکھتے ہیں :

"آدھی رات کے وقت ہم مقام سرف میں پہنچے جہاں ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا مزار ہے' عجیب اتفاق ہے کہ اس دن میں نے کچھ نہیں کھایا تھا' بھوک کی شدت کی وجہ سے میری طاقت جواب دے چکی تھی' روٹی حاصل کرنے کی بہت کوشش کی' مگر کہیں سے نہ ملی' مجبوراً زیارت کے لئے حجرہ مقدسہ میں گیا' میں نے مزار شریف کے سامنے فقیرانہ ندا کی کہ اے جدہ محترمہ! میں آپ کا مہمان ہوں' کھانے کے لئے کچھ عنایت فرمائیں اور اپنے الطاف کریمانہ سے مجھے محروم نہ فرمائیں۔

اس کے بعد میں نے سلام کیا' سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھ کر ان کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کیا' میں نے بیٹھ کر سر آپ کی قبر پر رکھا ہوا تھا کہ رزاق مطلق اور دانائے برحق کی طرف سے تازہ

انگور کے دو گچھے میرے ہاتھوں میں آ گئے۔ عجیب ترین بات یہ تھی کہ سردیوں کا موسم تھا اور کہیں بھی تازہ انگور میسر نہ تھے' میں حیران رہ گیا' ایک گچھا تو میں نے وہیں کھالیا' حجرے سے باہر آ کر ایک ایک دانہ ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور میں نے یہ اشعار کہے۔

یافت مریم گر بہنگام شتا
میوہ ہائے جنت از فضل خدا
ایں کرامت درحیاتش بود و بس
بعد فوتش نقل ننمود است کس
بعد فوت زوج ختم المرسلین
رفتہ چندیں قرنہا اے دور بیں
بنگر ازوے ایں کرامت یافتم
مایہ صد گونہ نعمت یافتم

○ اگرچہ حضرت مریم کو سردی کے موسم میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنتی میوے ملے۔

○ تاہم یہ کرامت صرف ان کی زندگی میں تھی' ان کی وفات کے بعد کسی نے یہ کرامت نقل نہیں کی۔

○ اے دور تک دیکھنے والے' حضور ختم المرسلین ﷺ کی زوجہ محترمہ کی وفات کو کئی صدیاں گزر گئی ہیں۔

○ دیکھ کہ میں نے ان کی یہ کرامت پائی اور سو قسم کی نعمت کا سرمایہ حاصل کیا۔ (۱۸)

فلسفہ کرامت

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ (سورۃ المنافقون آیت نمبر ۸) "اللہ کے لئے عزت ہے اور اس کے رسول

کے لئے اور مومنوں کے لئے' لیکن منافقین نہیں جانتے۔" غور فرمائیں کہ ایک بندہ مومن کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو اب اس کی دیت پچاس اونٹ ہے' جب کہ دس درہم چوری کرنے پر چور کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے' فرق یہی ہے کہ وہ فرمانبردار بندہ ہے اس کے ہاتھ کی قیمت پچاس اونٹ ہے اور چور اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے اس کے ہاتھ کی قیمت صرف دس درہم' اللہ اکبر! جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عام بندہ مومن کی یہ قدر و قیمت ہے تو اس کی بارگاہ میں اولیاء اللہ کی کیا قدر و قیمت ہوگی جو اپنی تمام زندگی اور تمام خواہشات رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے لئے قربان کردیتے ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔

اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۰۰)

"بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قسم دے کر عرض کریں تو وہ ان کی قسم کو پورا کردے گا۔"

کرامات کے سننے اور سنانے کا فائدہ؟

اولیاء کرام کی عبادت و ریاضت' دینی اور تبلیغی خدمات اور ان کی کرامات کا تذکرہ اگرچہ بجائے خود ایک مقصد ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نازل ہونے کا باعث ہے' اولیاء کرام فرماتے ہیں :

تَنَزَّلُ الرَّحْمَۃُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ

"اولیاء کرام کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔"

تاہم صرف یہ مقصد نہیں ہونا چاہئے کہ ہم ان کی حیرت انگیز کرامات سن کر ذہنی طور پر لطف اندوز ہوں اور بس۔

دراصل امت مسلمہ کے اولیاء کرام کی کرامتیں نبی اکرم ﷺ کے [illegible] ہیں جو آپ کی صداقت اور آپ کے دین کی عالمگیر حقانیت کی دلیل ہیں' لہٰذا کرامات اولیاء کے سننے اور بیان کرنے کے مقاصد یہ ہونے چاہئیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت کاملہ پر ایمان مضبوط ہو۔

ہو۔ کا یقین پختہ

۲۔ نبی اکرم ﷺ کی سچائی اور آپ کے دین کی صداقت کا یقین پختہ ہو۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں۔

۴۔ اس امر کا یقین ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے اور اپنے حبیب ﷺ کے محبین اور فرمانبرداروں کو نوازتا ہے اور بے حساب نوازتا ہے' آج کی حکومتیں فوجی جانبازوں کو گولڈ میڈل' ہلال جرات اور نشان حیدر سے نوازتی ہیں تو کیا اللہ تعالیٰ جو خالق کائنات ہے شاہوں کا شاہ ہے اپنی راہ میں سب کچھ قربان کرنے والوں کو کوئی اعزاز نہیں دیتا؟ حاشا وکلا! ایسا ہرگز نہیں ہے۔

سنئے رب کریم کیا ارشاد فرماتا ہے؟

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ۔ (سورۃ الطلاق آیت نمبر ۳)

"جو شخص اللہ سے ڈرے' اللہ اس کو نکلنے کا راستہ عطا فرمائے گا اور ایسی جگہ سے اسے رزق دے گا کہ اسے گمان بھی نہیں ہوگا"

عارف باللہ سیدنا محمد شاہ دولھا بخاری سبزواری قدس سرہ العزیز جن کے عرس مبارک میں ہمیں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی' امام بخاری کی سرزمین سے تشریف لانے والے اولین مشائخ میں سے ہیں' آپ کا مزار فائز الانوار تقریباً آٹھ سو سال پرانا ہے' اللہ تعالیٰ کی شان کریمی ہے کہ عوام و خواص کھنچے چلے آتے ہیں اور حضرت کے وسیلے سے مرادیں مانگتے ہیں اور شاد کام ہوتے ہیں۔

یااللہ! ہم بھی اس تقریب کے دولھا سیدنا محمد شاہ بخاری قدس سرہ کے وسیلے سے دعا مانگتے ہیں کہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی سچی محبت اور اطاعت عطا فرما اور ہم سب کی نیک دلی مرادیں پوری فرما۔

انک علی کل شی قدیر وبالاجابۃ جدیر
وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
۱۴/ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ
۳۰/ اگست ۱۹۹۶ء

ماخذ و مراجع

۱	محمد بن اسمٰعیل بخاری، امام	بخاری شریف (طبع کراچی) ج ۲ ص ۹۶۳
۲	فخر الدین رازی، امام	تفسیر کبیر (طبع جدید مصر) ج ۱ ص ۸۹۲
۳	ابو عیسیٰ ترمذی، امام	ترمذی شریف کتاب التفسیر
۴	عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، امام	الحاوی للفتاویٰ (طبع بیروت) ج ۲ ص ۲۶۲
۵	محمد بن عبد اللہ الخطیب	مشکوٰۃ المصابیح (طبع کراچی) ص ۵۶۳
۶	محمد بن عمر بن حسین، امام رازی	تفسیر کبیر (طبع مصر) ج ۲۱ ص ۹۱
۷	شیخ بلال حنذق	منار الہدیٰ (بیروت) شمارہ ۴۱ ص ۲۹
۸	محمد بن عبد اللہ الخطیب	مشکوٰۃ شریف (عربی) ص ۵۴۵
۹	یوسف بن اسمٰعیل نبہانی، علامہ	حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲ ص ۸۶۶
۱۰	ابو الحسن علی ندوی	تاریخ دعوت و عزیمت (کراچی) ج ۱ ص ۲۵۸
۱۱	شیخ احمد سرہندی، امام ربانی	مکتوبات فارسی (طبع ترکی) ج ۲ ص ۵۸۵
۱۲	عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی، امام	الحاوی للفتاویٰ عربی (بیروت) ج ۲ ص ۲۶۱
۱۳	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	ہمعات (حیدر آباد ص ۶۱
۱۴	عمر نسفی، نجم الدین	عقائد مع شرح (طبع دہلی) ص ۱۰۶
۱۵	مسعود بن عمر تفتازانی، علامہ	شرح مقاصد (لاہور) ج ۲ ص ۲۰۴
۱۶	عبد العزیز محدث دہلوی، شاہ	تفسیر عزیزی فارسی (دہلی) ج ۱ ص ۸
۱۷	عبد الحق محدث دہلوی، شیخ محقق	اشعۃ اللمعات فارسی ج ۱ ص ۷۱۵
۱۸	سید محمد علی	مخزنِ احمدی (مطبع مفید عام، آگرہ) ص ۹۹